السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(کیا قنوت وتر میں رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھائے جائیں اور اس کی کیا دلیل ہے؟ (ایک سائل

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ویقنت قبل الرکوع اور رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ (سنن نسائی ج3ص235 حدیث: 1700، سنن ابن ماجہ: 1182

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ سفیان الثوری کی متابعت فطر بن خلیفہ نے کر رکھی ہے۔ دیکھئے سنن الدار قطنی (ج2ص31ح16449

اسے الضیاء المقدسی نے دار المختارۃ میں روایت کیا ہے لہذا راجح یہی ہے کہ قنوت وتر رکوع سے پہلے کی جائے جیسا کہ راقم الحروف نے اپنی کتاب ہدیۃ المسلمین فی جمع الاربعین من صلاۃ خاتم النبیین ﷺ (نماز کی صحیح اور مستند چالیس حدیثیں ص58 حدیث28) میں صراحت کی ہے۔

السنن الکبری للبیهقی (39، 3،38) اور مستدرک الحاکم (3/172) کی جس روایت سے رکوع کے بعد والا قنوت ثابت ہوتا ہے: 'اذا رفعت راسی ولم یبق الا السجود" اس کی سند الفضل بن محمد مسیب الشعرانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حاکم نے اسے ثقہ جبکہ الشعرانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حاکم نے اسے ثقہ جبکہ الحسین بن محمد القتبانی نے کذاب کہا ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں: "صدوق الا انہ کان غالیا فی التشیع" (لسان المیزان ج ٤ ص 448ت1368)

(ابو حاتم نے کہا: تکلموا فیہ: الجرح والتعدیل 7/92ت 11937

لہذا اس پر جرح ہی راجح ہے۔

(ابن مندہ نے یہی روایت الفضل بن محمد بن مسیب سے "ان اقول اذا فرغت من قراءتی فی الوتر" کے الفاظ سے ساتھ بیان کی ہے۔ (التوحید لابن مندہ ج2ص 191، وسندہ صحیح الی الفضل بن محمد بن المسیب

اس سے رکوع سے پہلے قنوت ثابت ہوات ہے لہذا الفضل مذکور کی روایت میں تعارض ثابت ہوگیا۔ اس کا دوسرا راوی ابو بکر بن عبدالرحمن بن عبدالملک بن شیبہ بھی متکلم فیہ ہے۔ (دیکھئے تہذیب الکمال ج11ص 284)

(صحیح بخاری میں اس کی صرف دو روایتیں ہیں جو کہ متابعات میں ہیں، امام بخاریؒ نے اس سے حجت نہیں پکڑی۔ (ہدیہ الساری مقدمۃ فتح الباری ص 418

مختصر یہ کہ بعد از رکوع والی روایت بلحاظ سند ضعیف ہے۔ جبکہ قنوت نازلہ میں بعد از رکوع ہی قنوت ثابت ہے۔ باقی قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کی کسی صحیح حدیث میں وضاحت مذکور نہیں ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے (جائیں تاہم اگر کوئی دوسرے عام دلائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم (شہادت، جنوری 2000ء

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔ کتاب الصلاۃ۔ صفحہ413

محدث فتویٰ